اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَعَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر غلام نبی

قادیان دار الامان

ٹیلیفون نمبر ۹۱

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL QADIAN

یوم شنبہ

جلد ۲۸ | ۲۶ ماہ اخاء ۱۳۱۹ ہش | ۲۳ رمضان ۱۳۵۹ ھ | ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۰ء | نمبر ۲۴۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

تقوی پیدا کرو تقوی

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

تکمیل دین کی چار بنیادی چیزیں

اللہ تعالےٰ نے دین کی تکمیل کے لئے چار بنیادی چیزیں مقرر فرمائی ہیں۔ جن کے بغیر اسلام کی عمارت بلکہ کسی الہامی مذہب کی عمارت بھی مکمل نہیں ہو سکتی۔ یہ چار چیزیں یہ ہیں۔ اوّل ایمان۔ دوم یقین۔ سوم عمل صالحہ۔ چہارم تقوےٰ۔ اور چونکہ قانون فطرت میں ہر چیز بطور جوڑا پیدا کی گئی ہے۔ اور جوڑے کے مفہوم میں جہاں نر و مادہ کی تقسیم شامل ہے۔ وہاں جسم اور رُوح کی تقسیم بھی جوڑے ہی کے مفہوم کا حصہ ہے۔ اس لئے ان چار چیزوں کو بھی حکمت الٰہی نے اس قدیم اصُول کے ماتحت جوڑے کی صورت دی ہے۔ یعنی ان میں سے دو چیزیں بطور جسم کے ہیں۔ اور دو چیزیں بطور رُوح کے ہیں۔ اور یہ جسم و رُوح مل کر گویا چار چیزوں سے دو مکمل چیزیں بنتی ہیں۔ جو ایک اور جہت سے آپس میں پھر جوڑا ہیں۔ ان جوڑوں کی تشریح مجملاً یہ ہے۔ کہ ایمان جسم ہے۔ اور یقین اس کی رُوح ہے۔ جس سے ایمان کو زندگی حاصل ہوتی ہے اور پھر عمل صالحہ جسم ہے۔ اور تقویٰ اس کی رُوح ہے۔ جس کے بغیر عمل صالحہ ایک بے جان جسم سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا اور جب تک یہ چاروں چیزیں مل نہ جائیں دین مکمل نہیں ہوتا ؂

ایمان اور یقین

ایمان کے لغوی معنی مان لینے کے ہیں اور دینی اصطلاح میں اس کے یہ معنی ہیں کہ اس بات کا اقرار کیا جائے۔ کہ اس دُنیا کا ایک خدا ہے۔ اور اسی نے یہ ساری کائنات پیدا کی ہے۔ اور اسی نے ہماری ہدایت کے لئے رسُول کو بھیجا۔ اور اس پر اپنی کتاب نازل کی وغیرہ وغیرہ۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ یہ ایمان صرف ایک جسم ہے۔ جو اپنی رُوح کے بغیر بالکل مُردہ ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ ایمان محض رسمی ایمان ہو۔ اور ایمان کا دعوےٰ کرنے والا محض ماں باپ سے سُن کر یا دُوسرے لوگوں کو دیکھ کر ایمان کا اظہار کرتا ہو۔ اور اس کے دل میں اس ایمان نے جڑ نہ پکڑی ہو۔ یا ہو سکتا ہے۔ کہ یہ ایمان محض نمائشی ایمان ہو۔ اور صرف دوسروں کو دکھانے کے لئے اس کا اظہار کیا جاتا ہو۔ اور دل میں اس کی کوئی جگہ نہ ہو۔ اس صورت میں یہ ایمان ایک محض مُردہ ایمان ہے۔ جس کی خدا کے دربار میں کچھ بھی قیمت نہیں۔ کیونکہ وُہ ایک بے جان جسم ہے۔ جس کے اندر کوئی رُوح نہیں۔ مگر جب زبان کے ظاہری اقرار کے ساتھ دل کا یقین بھی شامل ہو جاتا ہے تو پھر یہ ایمان ایک زندہ حقیقت کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اور یہی وُہ ایمان ہے جس کی خدا کے دربار میں قیمت پڑتی ہے اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے متعلق یہ شرط قرار دی ہے۔ کہ اقرارٌ باللسان وتصدیقٌ بالقلب یعنی سچا ایمان وُہ ہے جس میں زبان کے اقرار کے ساتھ دل کا یقین بھی شامل ہو۔ اور محض رسمی طور پر یا دکھاوے کے رنگ میں کوئی بات نہ کہی جائے۔ جیسا کہ بدقسمتی سے آج کل کے اکثر مدعیان ایمان کا حال ہے۔ الغرض محض ایمان جو زبان کے اقرار کا نام ہے۔ ایک جسم ہے۔ اور اس کی رُوح یقین ہے جس کے بغیر ایمان کو زندگی حاصل نہیں ہوتی اور پھر آگے یقین کے بھی کئی درجے ہیں۔ مگر اس جگہ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہاں صرف اس قدر اظہار مقصود ہے۔ کہ ایمان کی تکمیل کے لئے دل کا یقین ضروری ہے اور ان دونوں کے ملنے کے بغیر ایمان کی عمارت مکمل نہیں ہوتی ؂

عمل صالحہ اور تقوےٰ

اس کے بعد عمل صالحہ کا سوال آتا ہے۔ سو جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے عمل صالحہ بھی صرف ایک جسم ہے۔ جو رُوح کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اس کی رُوح تقوےٰ ہے۔ عمل صالحہ سے مراد وُہ اعمال ہیں۔ جو انسان بظاہر احکامِ شریعت کی اتباع میں بجا لاتا ہے۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ صدقہ۔ خیرات عدل۔ انصاف وغیرہ۔ یہ سب اعمال اسلامی تعلیم کے مطابق ہیں۔ اور یقیناً اپنی ظاہری صورت کے لحاظ سے عمل صالحہ میں داخل ہیں۔ لیکن وُہ صرف ایک جسم ہیں۔ جس کے اندر اگر رُوح نہ ہو۔ تو اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اور اس جسم کی رُوح تقوےٰ ہے جس کے ساتھ مل کر عمل صالحہ ایک زندہ چیز کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ تقوےٰ کیا ہے؟ سو تقوےٰ اس قلبی جذبہ کا نام ہے جس کے ماتحت انسان خدا کی ناراضگی کے موقعوں سے بچتا۔ اور اس کی رضا کے موقعوں کی تلاش کرتا ہے۔

تقوےٰ ہرگز کسی عمل کا نام نہیں۔ اور نہ وہ ایسی چیز ہے جو ظاہر میں نظر آسکے۔ بلکہ تقوےٰ اس سپرٹ اور رُوح کا نام ہے۔ جو ظاہری اعمال کے پیچھے دل کی گہرائیوں میں مخفی ہوتی ہے۔ جس کے بغیر ایک بظاہر نیک نظر آنے والا عمل بھی ایک مردہ لاش سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ جس عمل کی بنیاد تقوےٰ پر نہیں۔ یعنی اس کی تہ میں رضاجوئی کا جذبہ کام نہیں کرتا۔ وہ یا تو محض رسم وعادت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اور یا لوگوں کے دکھانے کی غرض سے اور یہ دونوں صورتیں یقیناً مردود ہیں۔ پس اس بات میں ذرہ بھی شک نہیں۔ کہ ایسا عمل جو تقوےٰ کی رُوح سے خالی ہے۔ ایک مردہ اور متعفن لاش سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

تقوےٰ کے معنی

تقوےٰ کے معنی خوف یا ڈر کے کرنا ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ اسلام کا خدا نعوذباللہ کوئی ڈراؤنی چیز نہیں ہے۔ کہ اسکی عبادت کی بنیاد خوف یا دہشت پر قائم ہو۔ بیشک نیکی کے رستہ میں بعض لوگوں کے لئے خوف کا عنصر بھی موثر ہوتا ہے۔ مگر یقیناً تقویٰ کے مفہوم میں وہ خوف داخل نہیں ہے جو ایک ڈراؤنی چیز کو دیکھ کر پیدا ہوتا ہے بلکہ صرف اس حد تک کا خوف داخل ہے کہ کوئی بات ہمارے خالق ومالک کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے۔ یہ اسی قسم کا خوف ہے۔ جیسا کہ ایک محبوب ہستی کے متعلق محبت کرنے والے کے دل میں ہوتا ہے کہ وہ کسی بات پر ناراض نہ ہو جائے بہرحال تقوےٰ کے معنی خدا کی ناراضگی کے موقعوں سے بچنے اور اس کی رضا کے موقعوں کی تلاش کرنے کے ہیں۔ اور تقوےٰ اس جذبہ کا نام ہے۔ جو دل کی گہرائیوں میں جاگزین ہوتا ہے۔ اور جس سے حقیقی عمل صالحہ کا درخت پیدا ہوتا۔ اور اپنی شاخیں پھیلاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تقوےٰ خدا کی رضاجوئی کی کوشش کا نام نہیں بلکہ اس رُوح اور جذبہ کا نام ہے۔ جو اس کوشش کی تہ میں کام کرتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھتا ہے۔ اس کا یہ عمل یقیناً اپنی ظاہری صورت میں اسلامی تعلیم کے عین مطابق ہے مگر ہو سکتا ہے۔ کہ اس کا یہ عمل محض عادت یا رسم کے رنگ میں ہو۔ اور دل کی نیّت اور اخلاص پر اس کی بنیاد نہ ہو۔ یا ہو سکتا ہے۔ کہ اس کا یہ عمل محض نمائش یا دکھاوے کے طور پر ہو۔ اور کسی دنیوی غرض کے ماتحت اختیار کیا گیا ہو۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ سب صورتیں گو بظاہر دیکھنے میں عمل صالحہ ہیں۔ مگر درحقیقت وُہ ایک ایسا جسم ہیں۔ جس کے اندر کوئی رُوح نہیں۔ پس زندہ عمل وہی سمجھا جائے گا۔ کہ جب انسان ایک اچھے کام کو دلی نیت کے ساتھ خدا کی رضاجوئی کی غرض سے بجالائے۔ اسی لئے اسلام نے محض ظاہری عمل صالحہ کو کوئی حیثیت نہیں دی۔ بلکہ بعض لحاظ سے اسے خدا کی ناراضگی کا موجب قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ویل للمصلّین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون الذین ھم یرآءون ویمنعون الماعون یعنی افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نماز کی حقیقت سے غافل ہیں۔ جو صرف دکھاوے کے لئے یہ کام کرتے ہیں۔ اور نماز کی رُوح سے انہیں کوئی مس نہیں۔ ان لوگوں نے صرف ایک خالی برتن کو اپنے پاس روک رکھا ہے۔ اور اس کے اندر کی غذا کو جو اصل مقصود ہے ضائع کر چکے ہیں ؛

اعمال صالحہ کا فلسفہ

اس آئت میں خدا تعالےٰ نے اعمال صالحہ کے فلسفہ کو نہائت لطیف رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ کسی عمل صالحہ کو محض ظاہری صورت میں بجالانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ جب تک کہ اس کی تہ میں وہ رُوح نہ ہو۔ جو انسانی اعمال کو زندگی عطا کرتی ہے۔ اور پھر ایک نہائت لطیف مثال دے کر یہ سمجھایا ہے۔ کہ ایسا شخص جو ظاہر میں تو عمل صالحہ بجالاتا ہے۔ مگر درحقیقت اس کی روح کی طرف سے غافل ہے۔ وُہ ایسا ہے۔ کہ جیسے کوئی شخص کسی برتن کو تو مضبوطی کے ساتھ اپنے ہاتھ میں تھام رکھے۔ مگر اس کے اندر کی غذا کو ضائع کر دے۔ آئت میں جو ماعون کا لفظ ہے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اس آئت میں گھروں کے عام استعمال کے برتنوں وغیرہ کے متعلق یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ انہیں ایک دوسرے کو عاریۃً دینے میں خسّت نہ برتا کرو۔ میرے خیال میں درست نہیں۔ اور نہ ہی اس مفہوم کو آئت کا سیاق وسباق برداشت کرتا ہے۔ کیونکہ حقیقتِ نماز کے ارفع مضمون کے ساتھ اس نسبتاً ادنےٰ مضمون کا کوئی طبعی جوڑ نہیں۔ کہ گھروں کے برتنوں کو روک نہ رکھا کرو۔ بلکہ میری رائے میں اس جگہ ماعون سے گھروں کے برتن وغیرہ مراد نہیں۔ بلکہ عمل صالحہ کا ظاہری ظرف مراد ہے۔ اور آئت کا منشاء یہ ہے کہ اے مسلمانو جب تم نماز پڑھو تو نماز کی حقیقت کی طرف سے غافل ہو کر نماز نہ پڑھا کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ ایک شخص برتن کو تو تھامے رکھے۔ مگر اس کے اندر کی غذا کو ضائع کر دے۔ یقیناً ایسی نماز جس میں صرف جسم ہی جسم ہو۔ اور اس کے ساتھ کوئی رُوح نہ ہو محض ایک مردہ چیز ہے۔ جو کبھی بھی رضائے الٰہی کا موجب نہیں بن سکتی۔ اگر کسی شخص کو الفاظ ماعون اور یمنعون کے اس مفہوم کے ساتھ اتفاق نہ ہو۔ جو اوپر کے مضمون میں بیان کیا گیا ہے۔ تو پھر بھی میرے اُس استدلال میں فرق نہیں آتا جو میں نے اس جگہ مندرجہ بالا آیات سے کیا ہے کیونکہ بہرحال ان آیات کا محکم اور مسلّم حصہ اسی مفہوم کا حامل ہے کہ کئی لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو بظاہر نماز پڑھتے ہیں۔ مگر نماز کی حقیقت سے قطعی طور پر غافل اور بے خبر ہیں۔ اور یہی میرے مضمون کا مرکزی نقطہ ہے۔

ایک دوسری جگہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم۔ یعنی اے مسلمانو جب تم خدا کی راہ میں قربانیوں کے جانور ذبح کرتے ہو۔ تو یہ نہ سمجھو۔ کہ ان جانوروں کا گوشت یا خون خدا کو پہونچتا ہے۔ یعنی یہ خیال نہ کرو۔ کہ ان قربانیوں کا گوشت یا خون خدا کی رضا اور خوشی کا موجب ہو سکتا ہے۔ بلکہ جو چیز خدا کو پہونچتی اور خدا کی رضا کا موجب ہوتی ہے۔ وُہ تمہارا تقوےٰ ہے۔ یعنی وہ جذبہ اور روح جس کے ماتحت تم خدا کی رضا تلاش کرتے ہو

احادیث میں تشریح

اسکی تشریح میں ایک لطیف حدیث بھی آتی ہے حدیث میں ہے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ ابوبکرؓ کو جو تم لوگوں پر فضیلت ہے۔ تو یہ اس کے نماز روزہ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے۔ جو اسکے دل میں ہے یعنی اس کے تقوےٰ کی وجہ سے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض صحابہ ظاہری نماز روزہ میں حضرت ابوبکرؓ سے آگے ہوں۔ اور ظاہری اعمال میں حضرت ابوبکرؓ کی نسبت بظاہر زیادہ شغف دکھاتے ہوں یا زیادہ وقت خرچ کرتے ہوں مگر چونکہ تقوےٰ میں حضرت ابوبکرؓ آگے تھے اور اعمال میں اصل چیز انکی رُوح ہی ہے جسکا دوسرا نام تقویٰ ہے

مدینۃ المسیح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان ۲۴ اخاء ۱۳۱۹ہش۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو تاحال پاؤں میں نقرس کی تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازئ عمر کے لئے دعا کریں ؛

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت نزلہ اور سردرد کی وجہ سے علیل ہے دعائے صحت کی جائے ؛

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے دونوں پاؤں میں نقرس کی وجہ سے تکلیف ہے صحت کے لئے دعا کی جائے ؛

حرم ثانی حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔

اب کے مسجد مبارک میں بارہ مرد۔ مسجد اقصٰی میں اٹھارہ مرد اور بارہ مستورات اعتکاف بیٹھی ہیں ؛

اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر رضؓ کو دوسروں سے افضل قرار دیا۔ اگر کسی شخص کو یہ نکتہ سمجھ نہ آئے۔ یعنی وُہ خیال کرتا ہو۔ کہ زیادہ نماز روزہ بجا لانے والے سے کم بجا لانے والا کس طرح افضل ہو سکتا ہے۔ تو وُہ یوں سمجھ سکتا ہے کہ ایک شخص ہے۔ جس کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے۔ مگر وُہ سب کھوٹا ہے۔ اس کے مقابل پر ایک دُوسرا شخص ہے جس کے پاس صرف ایک ہزار روپیہ ہے مگر یہ سب کا سب کھرا ہے۔ تو اب بتاؤ کہ ان دونوں میں سے کون زیادہ دولتمند سمجھا جائے گا۔ یقیناً وُہی شخص زیادہ دولت مند سمجھا جائے گا۔ جس کے پاس ایک ہزار کھرا روپیہ ہے۔ اور ایک لاکھ کھوٹے روپیہ کے مالک کو بازار میں ایک پیسہ کی چیز بھی نہیں مل سکے گی۔ یہی حال قیامت کو ہونے والا ہے۔ کہ وہاں بھی صرف اس عمل کی قیمت پڑے گی جس کے اندر تقوٰے کی رُوح پائی جاتی ہے۔ اور اس کے مقابل پر دوسرے اعمال کو خواہ وُہ پہاڑ کے برابر ہوں۔ اور خواہ وُہ بظاہر کتنے ہی شان دار نظر آئیں۔ کوئی قیمت نہیں دی جائے گی۔

ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص رمضان میں روزے رکھتا ہے۔ مگر یہ روزے تقوے اللہ پر مبنی نہیں ہوتے اور روزہ رکھنے والا بدستور دُنیا کے گندوں اور اس سفلی زندگی کی آلائشوں میں ملوث رہتا ہے۔ تو خدا کے نزدیک ایسے شخص کا کوئی روزہ نہیں۔ بلکہ وُہ مفت میں بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔ کیونکہ بے شک اس نے روزہ کے جسم کو تو اپنے سینہ سے لگا لیا۔ مگر اس کی رُوح کو کھو دیا۔ اور رُوح کے بغیر جسم ایک مُردہ لاش سے بڑھ کر نہیں۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میرے بعد ایک ایسی قوم آنے والی ہے۔ کہ ان کا کام گویا ہر وقت قرآن خوانی ہوگا۔ مگر قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا یعنی ان کی زبان پر تو قرآن ہوگا۔ مگر ان کے دل کلام الٰہی سے اس طرح خالی ہو نگے جس طرح ایک اجڑا ہوا گھونسلا جانور سے خالی ہوتا ہے۔ یہ سب حدیثیں اور ان جیسی بیسیوں دوسری حدیثیں اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ہیں۔ کہ اعمال میں اصل چیز ان کی رُوح ہے۔ جس کا نام تقوٰے ہے۔ اور تقوٰے کے بغیر ہر عمل صالحہ خواہ وُہ بظاہر کتنا ہی شان دار ہو۔ ایک مُردہ جسم سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

تقوٰے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی تحریرات اور ملفوظات میں تقویٰ پر بہت زور دیا ہے۔ بلکہ چونکہ یہ زمانہ مادیت اور ظاہر پرستی کا زمانہ ہے۔ اس لئے آپ کے کلام میں اعمال کی رُوح پر خاص زور پایا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں :-

ہمیں اس یار سے تقوٰے عطا ہے
نہ یہ ہم سے۔ کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے
یہی اک جوہرِ سیفِ دُعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخرِ شانِ اولیا ہے
بجز تقوٰے زیادت ان میں کیا ہے

عجب گوہر ہے جس کا نام تقوٰے
مبارک وُہ ہے جس کا کام تقوٰے
سُنو ہے حاصلِ اسلام تقوٰے
خدا کا عشق مے اور جام تقوٰے
مُسلمانو! بناؤ تام تقوٰے
کہاں ایماں اگر ہے خام تقوٰے
یہ دولت تُو نے مجھ کو اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ اشعار کیسے سادہ مگر حکمت و عرفان کی دولت سے کیسے معمور ہیں۔ ان اشعار میں ایک شعر خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔ کیونکہ اس شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقوٰے کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ اور پھر اس شعر کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے۔ کہ اس کا دُوسرا مصرع الہامی ہے۔ یہ شعر یہ ہے :-

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ تقوٰے ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جو سب نیکیوں کی جڑ ہے۔ جس سے نیک اعمال کا درخت پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر اسی جڑ کی مہیا کردہ خوراک سے اس درخت کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔ اگر یہ جڑ موجود ہے تو باوجود ساری شاخوں کے کٹ جانے کے درخت پھر ہرا بھرا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ جڑ موجود نہیں۔ تو باوجود بظاہر ہزاروں شاخوں کے نظر آنے کے یہ درخت بے ثمر ہے۔ اور بے ثمر رہے گا۔ کیونکہ اس صورت میں وُہ شجرہ طیبہ نہیں۔ بلکہ شجرہ خبیثہ ہے۔ واقعی اعمال کا بظاہر ایک بھاری درخت جو ہزاروں شاخیں رکھتا ہے۔ وُہ اگر تقوٰے کی جڑ پر قائم نہیں۔ تو وُہ ایک ایندھن کے طومار سے زیادہ نہیں۔ اور اس سے پھل کی امید رکھنا بے سُود ہے لیکن اس کے مقابل پر اگر تقوٰے کی جڑ کے اوپر ایک چھوٹی سی شاخ بھی قائم ہے۔ تو وُہ ایک پھلدار چیز ہے۔ جس سے ہزاروں شیریں پھل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور اگر بالفرض کوئی شاخ بھی قائم نہیں تو پھر بھی اس سے ہر وقت نئی شاخ کے پھُوٹنے کی توقع ہے۔ کیونکہ جڑ سلامت ہے۔

تقوٰے کے دو پہلو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اشعار میں ایک شعر ایسا ہے۔ جو بظاہر اس مضمون کے خلاف نظر آتا ہے جو میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ وُہ شعر یہ ہے :-

سُنو ہے حاصلِ اسلام تقوٰے
خدا کا عشق مے اور جام تقوٰے

اس شعر میں بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقوٰے کو جام قرار دیا ہے۔ جو گویا جسم اور ظرف کے مترادف ہے۔ حالانکہ میں نے اس مضمون میں تقوٰے کو ظرف کے مقابل پر بطور رُوح کے پیش کیا ہے۔ بے شک بظاہر یہ ایک تضاد کا رنگ ہے۔ مگر حقیقۃً تضاد نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نہایت لطیف بات بیان فرمائی ہے۔ جو میرے بیان کردہ مضمون کے مقابل پر نہیں۔ بلکہ اس سے اگلے مراتب سے تعلق رکھتی ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ تقوٰے کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو سے وُہ عمل صالحہ کی رُوح ہے۔ اور دوسرے پہلو سے وُہ خود جسم ہے۔ اور خدا کا عشق اس کی رُوح ہے۔ گویا عمل صالحہ کے جسم کے اندر تقوٰے کی رُوح ہوتی ہے اور پھر تقوٰے کے اندر ایک اَور لطیف رُوح ہوتی ہے۔ جسے عشق الٰہی کے نام سے موسُوم کیا جاتا ہے۔ اور اس رُوح کے لئے تقوٰے کا وجُود بطور جسم کے ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے سُورۃ نُور میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح۔ المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانّھا کوکب دریّ "یعنی خدا کے نُور کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک نہایت صاف اور صیقل شدہ خول ہو۔ جو طاقچہ کی صورت میں پیچھے سے بند ہو۔ اور اس خول کے اندر ایک شفاف شیشہ کا قمقمہ ہو۔ اور پھر اس قمقمہ کے اندر ایک چراغ ہو۔ جس کے نتیجہ میں یہ چراغ ایک چمکتے ہوئے ستارے کی طرح جگمگانے لگے"۔ اس آیت کی تشریح سے ہمیں اس جگہ سروکار نہیں۔ مگر اس سے اس بات کی ایک عمدہ مثال ملتی ہے۔ کہ کس طرح ایک چیز کے اندر دوسری چیز۔ اور دوسری کے اندر تیسری چیز ہو سکتی ہے اور پھر کس طرح یہ تینوں مل کر ایک غیر معمولی نُور پیدا کر دیتی ہیں۔ اس تشریح کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کا یہ مطلب ہے۔ کہ عمل صالحہ کی روح تقوٰی ہے۔ اور تقوٰے سے آگے ایک اَور لطیف چیز ہے۔ جو گویا تقوٰے کی بھی رُوح ہے اور اس چیز کا نام عشق الٰہی ہے۔ گویا عمل صالحہ کی بُنیاد تقوٰے پر ہونی چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی ہمارے اعمال رسم یا عادت یا نمائش کے طور پر نہ ہوں۔ بلکہ خدا کی رضاجوئی پر مبنی ہوں۔ اور پھر خدا کی یہ رضاجوئی جزا سزا کے خیال پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ عشق الٰہی پر مبنی ہو۔ یہ ایک بہت بڑا مرتبہ ہے۔ جو صرف خاص خاص لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ جن کے اعمال کی بنیاد خالصتہً عشق الٰہی پر مبنی ہوتی ہے۔ اور جزا سزا کا خیال تک بھی درمیان میں نہیں آتا۔ تقوےٰ کا یہ مقام مکمل یا تام تقوےٰ کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

"یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی"

دوست تقوےٰ پیدا کریں

مگر یہ ایک نہایت ارفع مقام ہے جو سب لوگوں کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ اس وقت یہ چیز میرے موجودہ مضمون کا موضوع ہے۔ بلکہ اس وقت میرا مضمون صرف تقوےٰ پر ہے۔ جو عمل صالحہ کی رُوح ہے۔ جس کے بغیر کسی عمل کو خواہ وہ دیکھنے میں کیسا ہی عالی شان نظر آئے خدا کے دربار میں کوئی وقعت حاصل نہیں ہوتی۔ اور میں بتا چکا ہوں۔ کہ تقوےٰ اس جذبہ کا نام ہے۔ جس کے ماتحت انسان خدا کی ناراضگی کے موقعوں سے بچتا۔ اور اس کے رضا کے موقعوں کی تلاش کرتا ہے۔ پس ہمارے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے اندر تقوےٰ پیدا کریں۔ یعنی ان کے ہر عمل کی تہ میں یہ نیت ہو۔ کہ اس ذریعہ سے ہمارا خدا راضی ہو جائے۔ یا ہم اس سے اپنے خدا کی ناراضگی سے بچ جائیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اکثر لوگ تقوےٰ کی اس دولت سے محروم ہوتے ہیں۔ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور روزے رکھتے ہیں۔ اور بظاہر اعمال صالحہ میں خوب شغف دکھاتے ہیں۔ اور بسا اوقات ایمان و اخلاص کے دعوے میں دوسروں سے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ مگر ان کا دل تقوےٰ سے خالی ہوتا ہے وہ نماز پڑھ کر اور لمبے لمبے سجدوں سے اپنے ماتھوں کو خاک آلود کر کے مسجد سے باہر آتے ہیں۔ اور باہر آتے ہی کمزور لوگوں کی حق تلفی اور اکل بالباطل اور بے انصافی اور جھوٹ اور فریب کے چشمہ سے اس طرح مونہہ لگا دیتے ہیں۔ کہ گویا وہ ان کے لئے شیر مادر ہے۔ ایسے لوگوں کو بے شک اعمال کے جسم پر قبضہ حاصل ہوتا ہے۔ مگر یہ جسم اسی طرح رُوح سے خالی ہوتا ہے۔ جس طرح ایک اجڑا ہُوا مکان مکین سے خالی ہوتا ہے۔ ان کے ہاتھ میں ایک برتن ہوتا ہے۔ جسے وہ بڑے حاسدانہ انداز میں اپنے سینہ سے لگائے رکھتے ہیں۔ مگر اس برتن کا دودھ جو انسان کی اصل غذا ہے۔ وہ یا تو کبھی اس برتن میں آیا ہی نہیں ہوتا۔ یا اگر آیا ہوتا ہے۔ تو ان کی غفلت سے گر کر ضائع ہو چکا ہوتا ہے۔

پس دوستو تقوےٰ پیدا کرو۔ کہ اس کے بغیر تمہارا ہر عمل ایک بے جان جسم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ روپے کی تعداد پر مت تسلی پاؤ بلکہ یہ دیکھو۔ کہ تمہارے پاس جو مال ہے۔ اس میں کھرے روپے کتنے ہیں اور کھوٹے کتنے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ ایک کروڑ کھوٹے روپے جن سے کوٹھوں کے کوٹھے بھرے ہوں۔ ان سے وہ بظاہر حقیر نظر آنے والا ایک کھرا روپیہ بہتر ہے۔ جو ایک چھوٹی سی جیب میں سما کر محسوس بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ گو وہ بہت ہیں مگر کھوٹے ہیں۔ اور گو یہ صرف ایک ہے مگر کھرا ہے۔

تقوےٰ کی روح بھی تلاش کرو

تم میں سے جسے خدا توفیق دے وہ تقویٰ کی رُوح کو بھی تلاش کرے جسکا نام عشق الٰہی ہے۔ جس کے بعد انسانی اعمال کی عمارت جزا سزا کی قیود سے آزاد ہو کر محض اور خالصتہً عشق الٰہی کی بنیاد پر قائم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ نہیں یا جب تک یہ نہیں اس وقت تک کم از کم تقوےٰ تو ہو۔ جو گویا اعمال صالحہ کی جان ہے۔ جس کے بغیر قطعاً کوئی زندگی نہیں۔ یقیناً یقیناً اعمال کا ایک پہاڑ اگر وہ تقوےٰ سے خالی ہے مٹی اور خاک کے تودہ کے سوا کچھ نہیں۔ جس پر خدائی رحمت کے فرشتے تھوکتے بھی نہیں۔ مگر اچھے عمل کا ایک چھوٹا سا ذرہ اگر وہ تقوےٰ کی رُوح سے معمور ہے تو وہ خدا کی نظر میں ایسا مقبول اور محبوب ہے کہ رحمت کے فرشتے اسے خدا کے حضور پہونچانے کے لئے شوق کے ساتھ لپکتے ہیں۔ کیونکہ یہ گو مقدار میں کم ہے مگر ایک زندہ طاقت ہے۔ اور وہ گو مقدار میں زیادہ ہے۔ مگر ایک مردہ اور متعفن لاش سے بڑھ کر نہیں۔ پس جس طرح میں نے اپنے مضمون کے شروع میں کہا ہے اب آخر میں پھر کہتا ہوں۔ کہ بھائیو تقوےٰ پیدا کرو تقویٰ۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ اور ہمیں اس رستہ پر چلائے۔ جو اس کی کامل رضا کا رستہ ہے۔ وہ ہمیں سچا ایمان دے۔ اور ہمارے ایمانوں کو یقین کی دولت سے مالا مال کرے۔ پھر ہمیں عمل صالحہ عطا کرے۔ اور ہمارے اعمال کو تقوےٰ کی رُوح سے زندگی بخشے۔ اور بالآخر ہمارے تقوےٰ کو جزا سزا کے خیال سے اوپر اٹھا کر اس ارفع مقام پر کھڑا کر دے۔ جہاں ہر عمل کی بنیاد محض عشق الٰہی پر قائم ہوتی ہے۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر۔ آمین اللھم آمین

فضیلت اسلام

اَلدِّیْنُ یُسْرٌ

اسلام کے منجانب اللہ اور عالمگیر مذہب ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہے۔ کہ اس کے تمام احکام حکمت اور فلاسفی پر مبنی ہیں اور ہر انسان اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق مکلف قرار دیا گیا ہے۔ اور دین کی بناء آسانی پر رکھی گئی ہے۔ چنانچہ قاعدہ کلیہ کے طور پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ (البقرہ) یعنی نہیں مکلف قرار دیتا اللہ کسی نفس کو مگر اس کی وسعت کے مطابق لیکن باوجود اس کے کہ دین اسلام میں تنگی نہیں رکھی گئی۔ خود بعض لوگ احکام الٰہی کو اپنے اوپر لیتے ہوئے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال لیتے ہیں۔ اور سمجھانے پر سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ جہاں حضور نے اور غلطیوں کو دور کیا۔ وہاں اس طریق کار کا بھی حتی الامکان ازالہ کیا۔ چنانچہ اس کی ایک مثال رمضان المبارک کے روزوں میں ملتی ہے۔ قرآن کریم میں رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بیان میں فرمایا گیا ہے۔ ومن کان مریضاً او علیٰ سفرٍ فعدۃٌ من ایام اُخر کہ مریض اور مسافر مرض اور سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھیں۔ بلکہ دوسرے ایام میں روزہ رکھ کر گنتی کو پورا کر دیں۔ اور فرمایا یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (بقرہ) کہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے۔ تاکہ تم تکلیف میں نہ پڑو۔ اور آسانی سے خدا کے حکم کو بجا لاسکو لیکن باوجود اس تصریح کے ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ کہ جو مرض اور سفر میں بھی روزہ رکھ لیتے ہیں۔ اور طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتوں میں پڑ کر بہت سی نیکیوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

درحقیقت ایسے لوگ اس حکمت اور فلاسفی کو نہیں سمجھتے۔ جو روزہ کے حکم میں مضمر ہے۔ اور اس بات کو بھی نہیں سمجھتے کہ نیکی دراصل یہ ہے۔ کہ خدا کے حکم کے مطابق عمل کیا جائے۔ جہاں خدا کہے کہ ایسا کرو۔ وہاں کرنے میں خدا کی خوشنودی ہے۔ اور جہاں سے روکے۔ وہاں رکنے میں خدا خوش ہوتا ہے۔ اور یہ پکی اور محکم بات ہے۔ کہ خدا اپنے حکم کے خلاف کسی کو تکلیف میں دیکھ کر ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ اور یہ مسئلہ ایسا ہے۔ کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واضح تحریرات موجود ہیں۔ لیکن ابھی تک ہماری جماعت کے بھی بعض ناواقف لوگوں کا عمل اس کے خلاف ہے۔ جس کی اصلاح ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزے رکھتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے خدا تعالےٰ نے صاف فرما دیا ہے۔ کہ بیمار اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا۔ بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے۔ تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئیگا۔"

(بدر ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اور فرماتے ہیں "جو سفر میں تکلیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے۔ تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ اور اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔"

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۸۹۹ء)

اور لکھا ہے:۔ "ایک شخص کا سوال پیش ہوا۔ کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو۔ تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔"

(بدر ۷ فروری ۱۹۰۷ء)

اور فرماتے ہیں:۔ "اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے۔ ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہیئے فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے۔"

(الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء)

قرآن کریم کے مندرجہ بیان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ خدا کے اوامر اور نواہی پر کس صورت میں عمل کرنا چاہیئے اور جماعت احمدیہ کے احباب کا تو فرض ہے کہ وہ بلاخوف لومۃ لائم خدا کی شریعت کے مطابق عمل کریں۔ اور آیت فلا تخشوھم واخشونی کو پیش نظر رکھیں۔

خاکسار

قمر الدین مولوی فاضل قادیان

185

رمضان المبارک کا آخری متبرک اور پُرفیوض عشرہ

رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو گیا۔ جس میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی بہت زیادہ دعائیں قبول کرتا ہے۔ ہاں وہ مبارک ایام آ گئے کہ جن میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ایک ہزار مہینوں سے اچھی اور بابرکت ہے۔ جس طرح رمضان شریف کا مہینہ باقی مہینوں سے بابرکت اور افضل ہے۔ اسی طرح یہ رات جسے اللہ تعالےٰ نے لیلۃ القدر فرمایا سال کی باقی راتوں سے افضل اور رمضان المبارک کی متبرک راتوں میں خاص امتیازی شان رکھنے والی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کہ لیلۃ القدر ہی وہ مبارک رات ہے۔ جس میں قرآن مجید کا نزول شروع ہوا لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔ اس ایک رات کو پا لینا۔ اس میں عبادت کرنا۔ اور صحیح رنگ میں اس سے فائدہ اٹھانا ایک ہزار مہینہ (گویا قریباً ایک صدی) کی زندگی۔ اور اس میں عبادت کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ تنزل الملئکۃ والروح فیھا اس رات میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ انسانوں کی زاری کو قبولیت کا درجہ بخشا جاتا ہے۔ اور ان کے دامن کو گوہر مقصود سے بھر دیا جاتا ہے۔ گویا یہ رات روزہ داروں کے جذبات محبت کا حقیقی جواب اور روحانی پروانوں کے لئے وصال کی رات ہوتی ہے۔

ابن ماجہ میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے لئے رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے۔ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اس رات سے محروم رہا ساری نیکیوں سے محروم رہا۔

اسی طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "شب قدر" رمضان کے تیسرے دہاکے کی طاق راتوں میں تلاش کرو یعنی اکیسویں۔ تئیسویں۔ پچیسویں۔ ستائیسویں۔ اور انتیسویں رات میں۔

حضرت اُبیؓ ابن کعب سے مروی ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے کہ "شب قدر" ستائیسویں رات ہے اور کہتے تھے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر اس کی نشانیوں کیساتھ دی۔ سو ہم نے انکو گنا اور یاد رکھا عن زرٍ قال قلت لاُبی ابن کعب انیّٰ علمت ابا المنذر انھا لیلۃ سبعۃ وعشرین قال بلیٰ اخبرنا رسول اللہ انھا لیلۃ صبحتھا تطلع الشمس ولیس لھا شعاع فعددنا و حفظنا واللہ لقد علم ابن مسعود انھا فی رمضان وانھا لیلۃ سبع وعشرین ولکن کرہ ان یخبرکم فتتکلوا (ترمذی شریف)

ترجمہ: حضرت زرؓ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے ابی بن کعبؓ سے پوچھا۔ کہ آپ نے کہاں سے معلوم کیا۔ اے ابو المنذر کہ "شب قدر" ستائیسویں رات ہے۔ تو آپ نے کہا۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ کہ اس رات کی صبح کو سورج جب چڑھتا ہے۔ تو اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔ سو ہم نے اسے یاد رکھا۔ خدا کی قسم ابن مسعود کو اس بات کا یقین تھا کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں رات ہوتی ہے۔ لیکن انہوں نے عام لوگوں کو یہ بات بتانی مناسب نہ سمجھی۔ کیونکہ وہ ڈرے۔ کہ لوگ اس کے نتیجہ میں اور راتوں میں عبادت کرنی ترک کر دیں گے اور صرف اسی رات میں عبادت کرنی کافی سمجھ لیں گے۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اکیسویں رات "شب قدر" ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے درس القرآن میں زیر آیت لیلۃ القدر خیر من الف شھر فرمایا ہے "ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ کسی سال تو رمضان شریف میں "لیلۃ القدر" ہوتی ہے اور کسی سال نہیں ہوتی بلکہ بالیقین رمضان شریف میں ہر سال کسی نہ کسی طاق رات میں "لیلۃ القدر" ضرور ہوتی ہے۔ خواہ ستائیسویں کو ہو یا اکیسویں کو"

وَرُوِیَ عن ابی قلابۃ انّہٗ قال لیلۃ القدر تَتَنَقَّل فی العشر الاواخر (ترمذی شریف)

ابی قلابہ سے روایت ہے کہ "شب قدر" آخری عشرہ میں پھرتی رہتی ہے

بخاری میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کے متعلق صحابہ کو خبر دینے کے لئے باہر تشریف لائے۔ لیکن اس وقت دو مسلمان جھگڑ رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لیلۃ القدر کے متعلق بتانے آیا تھا۔ لیکن چونکہ فلاں فلاں جھگڑ رہے تھے اس لئے میری توجہ ان کی طرف پھر گئی۔ اور وہ رات مجھے یاد نہ رہی۔ ممکن ہے اس میں تمہارے لئے کوئی بھلائی ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر "شب قدر" کی تعیین کر دی جاتی تو بہت سے لوگ باقی راتوں میں توجہ نہ کرتے اور صرف اسی رات عبادتیں اور دعائیں کرتے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت اس رات کو مخفی رکھا تا کہ مسلمان رمضان کی تمام راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر شدّ میزرہٗ واحیٰی لیلہٗ وایقظ اھلہٗ (بخاری شریف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں خاص طور پر کمر کس لیتے تھے۔ یعنی نفلی نمازوں اور ذکر پر بہت زیادہ زور دیا کرتے تھے راتوں کو زیادہ جاگتے تھے۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کے لئے بیدار کیا کرتے تھے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لیلۃ القدر کو ایمانداری اور سچی نیت کیساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کیلئے کھڑا ہو کر عبادت اور دعائیں گذارتا ہے اس کے تمام سابقہ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ گویا یہ رات گناہوں کی معافی اور اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کیلئے مخصوص ہے حضرت عائشہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا۔ کہ اگر میں اس رات کو پا لوں تو کیا دعا کروں۔ حضور نے فرمایا یہ دعا کرو اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یعنی اے اللہ یقیناً تو گناہوں کو بہت بخشنے والا ہے اور تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے بھی معاف فرما

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ رمضان المبارک کے بیان میں فرماتا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کہ جب ان دنوں میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو تُو انہیں کہہ دے کہ میں قریب میں ان کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اسی قربانی کی حالت میں جب وہ مجھ سے دعا مانگتے ہیں اور مجھے پکارتے ہیں تو میں سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں پس مبارک ہیں وہ جو اللہ تعالےٰ کے قرب سے فائدہ اٹھائیں اور اس سے دعائیں مانگیں۔ اور اپنی جھولیوں کو اس کے ثمرات طیبہ سے بھر لیں۔

اب چونکہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہے۔ اس لئے میں تمام احباب سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ ان قیمتی ایام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوں تو ہر ایک احمدی جسے اپنے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے محبت ہے۔ وہ حضور پُرنور کے لئے دعائیں کرتا ہی ہے لیکن رمضان المبارک کی اکیسویں اور ستائیسویں رات کو اگر بالخصوص حضور پُرنور کے لئے دعائیں کی جائیں۔ تو یہ بہت مناسب ہوگا اس کے لئے اپنے اہل وعیال کو بھی بیدار کیا جائے۔ اور دعا کی جائے کہ حی وقیوم خدا حضور پرنور کا سایہ ہمارے سروں پر عرصہ دراز تک قائم رکھے۔ آپ کا حامی و مددگار ہو۔ آپ کے عہد میں زیادہ سے زیادہ فتوحات احمدیت کو عطا فرمائے حضور کے دلی مقاصد کو پورا فرمائے۔ اور آپ کے دشمنوں کی ہر تدبیر کو ناکام کرے اے بھائیو! ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالٰے نے ہمیں وہ خلیفہ دیا جو حُسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہے اور اس اولو العزم خلیفہ کے زمانہ کو دیکھنا ہمیں نصیب کیا۔ جو کانّ اللّٰہ نزل من السماء کا مصداق ہے اور جس کے متعلق فرمایا "نور آتا ہے نور" اور پھر ہم کتنے ہی خوش نصیب ہیں کہ خدا تعالٰے نے ہمیں اپنے اس محبوب خلیفہ کے حلقہ غلامی میں آنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس ہم جس قدر بھی خدا تعالٰے کی اس دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کریں کم ہے۔

بالآخر میں حضور پرنور کی ایک مبارک سکیم یعنی تحریک جدید کے متعلق بھی خاص طور پر دعا کرنے کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اور حضور پُرنور کا ارشاد تازہ کرنے کے لئے حضور کے خطبہ جمعہ کے چند اقتباسات درج کرکے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

حضور نے ۱۱ر نومبر ۱۹۳۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ "اس وقت میں صرف ایک تحریک کرتا ہوں اور وہ یہ کہ رمضان کا آخری عشرہ آنے والا ہے۔ اس کو تحریک جدید کے متعلق اپنی سابقہ قربانیوں کے شکریہ اور آئندہ کے لئے مزید طاقت اور قربانیوں کی توفیق کے حصول کے لئے دعائیں مانگنے میں صرف کرو۔ جن لوگوں کو گذشتہ سالوں میں قربانی کرنے کی توفیق ملی ہے وہ اللہ تعالےٰ کے احسان کا شکریہ ادا کریں۔ اور آئندہ کے لئے اس سے دعا کریں۔

پھر فرمایا۔ اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لئے دعائیں کی جائیں جنہوں نے مالی اور وقتی اور اولاد کی قربانیاں کی ہیں۔ یا دعا کے ذریعہ ہی مدد کی ہے کہ اللہ تعالٰے ان کے گھروں کو برکت سے بھردے ان کی قربانیاں دائمی صدقہ کا کام دیں۔ اللہ تعالٰے ان کی غلطیوں کو معاف کرے۔ گناہ کی عادت سے بچائے ان کے لئے اپنے عرفان کے چشمے پھوڑے۔ اور انہیں نیک نسلیں عطا کرے۔" آمین

اور حضور نے فرمایا "اگر آپ لوگ میرے ساتھ ان دعاؤں میں شریک ہونگے تو اپنے مقصود کو پالیں گے۔"

اور فرمایا۔ "نہایت تضرع اور ابتہال سے اللہ تعالٰے کے دروازہ کو کھٹکھٹایا جائے۔ تا اس کا فضل ہم سب پر نازل ہو اور احمدیت کا نور اکناف عالم میں پھیل کر تمام دنیا کو بقعہ نور بنا دے۔" آمین۔

خاکسار: رشید احمد چغتائی جامعہ احمدیہ

رذائل سے پاک ہونے کی کوشش کرو

رمضان المبارک کا مہینہ ایک نہایت ہی بابرکت مہینہ ہے۔ قرآن کریم لعلکم تتقون کہہ کر تقوٰی شعاری کے حصول کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ جب تک انسان پوری کوشش سے کام نہ لے۔ اسے یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔ آیت والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ہمیں اسی قانون کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس مبارک مہینہ میں ہر قسم کے رذائل اور لغویات سے پاک ہوکر تقوٰی شعار بنیں۔ اور روحانی ترقیات کرکے خدا کا قرب حاصل کریں۔ کہ یہی انسانی پیدائش کی غرض ہے۔

ناظر تعلیم وتربیت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تحریر فرمودہ تفسیر القرآن

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے خطبہ جمعہ میں اس امر کا اعلان فرمادیا ہے کہ انشاء اللہ تعالٰے اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضور کی تحریر فرمودہ تفسیر القرآن کی ایک جلد مکمل شائع کی جائے گی۔ اور ہدیہ حضور نے باوجود کاغذ اور طباعت کی گرانی اور زیادتی حجم کے وہی پانچ روپے رکھا ہے۔ جس کا اعلان پہلے ہوچکا ہے۔ چونکہ وقت کی تنگی کی وجہ سے اسے زیادہ تعداد میں نہیں چھپوایا جارہا۔ اس لئے احباب ابھی سے خریداری کے متعلق اطلاع بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے لئے نسخے ریزرو کردیئے جائیں۔

جن دوستوں کو سابقہ طبع شدہ حصہ تفسیر ارسال کیا گیا تھا۔ وہ بہت جلد وہ حصہ دفتر تحریک جدید میں ارسال کردیں۔ تاکہ اسے شامل کرکے مکمل جلد جلسہ سالانہ پر ان کے واسطے تیار رکھی جائے۔ ورنہ نامکمل اور غیر مجلد تفسیر ہی ان کو مل سکے گی۔

غیر احمدی اصحاب کے لئے بھی یہ تفسیر بہترین اور پائیدار ذریعہ تبلیغ ہوگی انشاء اللہ اس لئے ان میں بھی اس کی خریداری کی تحریک کریں۔ (انچارج تحریک جدید)

حصہ داران دار الانوار کمیٹی کیلئے اعلان

قادیان کی وسعت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شائع شدہ پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے اتنی وسعت عطا فرمائے گا۔ کہ اس کی آبادی دریائے بیاس کے کنارے تک پہنچ جائے گی۔ اس کے پیش نظر دار الانوار کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی تھی نیز یہ بھی غرض تھی۔ اور ہے کہ دار الانوار کمیٹی میں شامل ہونے والوں کو نہ صرف زمین کمیٹی کی طرف سے دی جائے۔ بلکہ کمیٹی کی طرف سے ان کو روپیہ بھی دیا جائے تا حصہ داروں کو یہ عذر باقی نہ رہے کہ مکان بنانے کے لئے روپیہ موجود نہیں۔ چونکہ دار الانوار کمیٹی کے قواعد کے مطابق ہر حصہ دار کو زمین کی قیمت کاٹ کر بقیہ روپیہ مکان کی تعمیر شروع کرنے پر حسب قواعد ملتا ہے۔ اس لئے حصہ داروں کو مکان بنانے میں کوئی عذر نہیں رہتا۔ مگر اس وقت تک بہت کم مکان بنے ہیں۔ حالانکہ وقت کے لحاظ سے اکثر مکان طیار ہو جانے چاہیئے تھے۔

چونکہ دار الانوار کمیٹی کے پاس روپیہ موجود ہے اور ہر حصہ دار کو جو بھی اپنا مکان دار الانوار میں شروع کرنا چاہیئے۔ حسب قواعد روپیہ دیا جاسکتا ہے۔ اور دار الانوار کمیٹی کا دس سال کا عرصہ بھی جنوری ۴۲ء میں ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے ہر حصہ دار کو چاہیئے کہ اپنا مکان دار الانوار میں جلد سے جلد تیار کرلے۔ اس کے متعلق بذریعہ خطوط بھی توجہ دلائی جاچکی ہے۔ اور اب اعلان بھی کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی حصہ داران کو معلوم رہنا چاہیئے۔ کہ جو حصہ دار اپنا حصہ چھوڑ دے۔ (اس کو زمین کا حق نہیں رہتا۔ بلکہ آخر میں روپیہ کا حق ہوگا) نیز جو پانچ قسطیں ادا نہ کرے۔ اس کا معاملہ بھی کمیٹی میں پیش ہوگا۔

پس دار الانوار کے حصہ داروں کو زمین اور اس کے لئے روپیہ اس صورت میں ملتا ہے۔ جب کہ وہ باقاعدہ حصہ ادا کرتے رہیں۔ جو حصہ دار حصہ چھوڑ دے یا بقایا ادا نہ کرے اسے زمین لینے کا حق نہیں رہتا۔ پس بقایا داروں کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ بذریعہ خطوط بھی تمام حصہ داروں کو اطلاع کی جاچکی ہے۔ مگر سب سے ضروری یہ بات ہے کہ حصہ دار مکان کے بنانے کی طرف فوری توجہ فرمادیں۔ اور اس میں کسی قسم کے تساہل سے کام نہ لیں۔

سکرٹری دار الانوار کمیٹی قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمال یار جنگ ایجوکیشن کمیٹی کی قادیان میں مصروفیات

نظارت دعوۃ وتبلیغ میں

قادیان ۲۴ ماہ اخاء مطابق ۲۴ اکتوبر آج صبح نو بجے کے قریب کمال یار جنگ ایجوکیشن کمیٹی کے صدر آنریبل خان بہادر مولوی عزیز الحق صاحب سپیکر بنگال اسمبلی اور وائس چانسلر کلکتہ یونیورسٹی معہ ارکان کمیٹی جماعت احمدیہ کے مرکزی دفاتر دیکھنے کے لئے سب سے پہلے نظارت دعوت وتبلیغ میں تشریف لائے جہاں۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے ناظر اعلےٰ۔ جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب ناظر دعوت وتبلیغ اور ایڈیٹر صاحب الفضل نے ان کا خیر مقدم کیا۔ دفتر نشر واشاعت میں ان معزز مہمانوں نے مختلف زبانوں کا تبلیغی لٹریچر ملاحظہ کیا۔ خلیفہ صلاح الدین صاحب مہتمم نشر واشاعت نے ان کی خدمت میں جب کچھ تبلیغی لٹریچر پیش کیا۔ تو ایک صاحب نے جو اسوقت احمدیہ کیلنڈر دیکھ کر سنہ شمسی کے اجرا پر خوشی کا اظہار فرما رہے تھے کہا یہ کیلنڈر بھی ہمیں دیا گیا ہے۔ یا نہیں یہ ضرور دیا جائے۔ اس پر وہ بھی ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

اس کے بعد صاحبان موصوف نے "الفضل" کے دفاتر دیکھے۔ اور پھر دفتر نظارت دعوت وتبلیغ میں تشریف لائے جہاں تحریک جدید کے زندگی وقف کنندہ نوجوانوں سے ملاقات کی۔ بعد ازاں مرکز میں موجود سابق وحال مبلغین سے ملے۔ جن کا تعارف جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب نے کرایا۔

دفتر خدام الاحمدیہ میں

نظارت دعوت وتبلیغ کے بعد صاحبان موصوف مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے دفتر میں گئے جہاں مولوی خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے جنرل سکرٹری نے خدام الاحمدیہ کے تمام شعبوں کے متعلق ضروری کوائف بیان کئے۔ اور مجلس کی دوسالہ کارگزاری کی رپورٹ پیش کی۔

مدرسہ احمدیہ میں

اس کے بعد مدرسہ احمدیہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت میر محمد اسحٰق صاحب ہیڈ ماسٹر نے خیر مقدم کیا۔ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں اساتذہ اور طلباء معزز مہمانوں کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ سب نے باآواز بلند اھلاً وسھلاً ومرحباً کہا۔ اس موقع پر حضرت میر صاحب نے مدرسہ احمدیہ کے قیام کے اغراض بیان فرمائے۔ نیز بتایا کہ اس درسگاہ کے فارغ التحصیل کن کن غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے فریضہ کی ادائیگی کا فخر حاصل کر چکے ہیں۔ حافظ کلاس کے ایک طالبعلم نے چند آیات قرآن مجید سنائیں

دفتر مدرسہ احمدیہ سے مدرسہ اور بورڈنگ کے متعلق ارکان کمیٹی نے ضروری معلومات حاصل کیں۔ مدرسہ احمدیہ کا پراسپکٹس اور نصاب حاصل کیا۔ اور جن غیر ممالک سے طلباء یہاں آکر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے نام نوٹ کئے۔

مقبرہ بہشتی میں

مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہو کر مقبرہ بہشتی تشریف لے گئے۔ اور اس کے متعلق ضروری امور دریافت کرتے رہے۔ دفتر مقبرہ بہشتی کی طرف سے سب کی خدمت میں رسالہ "الوصیت" پیش کیا گیا۔

دیگر نظارتوں کے دفاتر میں

واپسی پر مہمانخانہ اور لنگر خانہ اور بک ڈپو کو دیکھتے ہوئے نظارت بیت المال میں تشریف لے گئے۔ جہاں خانصاحب منشی برکت علی صاحب جوائنٹ ناظر بیت المال اور خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال نے سلسلہ احمدیہ کے آمد وخرچ کے اعداد وشمار بتائے۔ پھر دفتر محاسب کو دیکھتے ہوئے مسجد مبارک میں گئے۔ اس کے بعد دیگر نظارتوں کے دفاتر دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ہر ایک کے متعلق ضروری کوائف معلوم کئے۔

نصرت گرلز ہائی سکول میں

اس سے فارغ ہو کر نصرت گرلز ہائی سکول کے معائنہ کے لئے گئے جہاں ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے مینیجر سکول نے ضروری معلومات بہم پہنچائیں۔ نصاب کی کاپی پیش کی اور جب یہ بتایا گیا۔ کہ اس سکول میں اعلےٰ نصاب دینیات میں عورتوں کے علاوہ بعض مرد بھی برعایت پردہ تعلیم دیتے ہیں۔ اور مختلف کمروں میں مردوں کے پڑھانے کا طریق دکھایا گیا۔ تو مولوی حاجی ابو الحسن صاحب ایم۔ اے آئی۔ ای۔ ایس ریٹائرڈ سابق ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن ریاست کشمیر نے فرمایا۔ عورتوں کے لئے پردہ کے ساتھ پڑھائی کا انتظام ہمارے لئے بالکل نئی چیز ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول وجامعہ احمدیہ وغیرہ میں

اس کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تشریف لے گئے۔ جہاں قاضی محمد عبد اللہ صاحب نے ضروری معلومات مہیا کیں۔ ارکان کمیٹی نے سکول کا دینیات کا نصاب حاصل کیا۔ اس کے بعد جامعہ احمدیہ کو دیکھا۔ چونکہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ بیمار تھے۔ اس لئے مولوی محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ نے ضروری امور بتائے۔ اور کورس کی کاپی پیش کی۔ اس کے بعد طلباء کے نہانے کے لئے جو تالاب حال ہی میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کو ملاحظہ کیا اور پھر میک ورکس اور سٹار ہوزری ورکس میں آئے۔ جہاں مختلف قسم کی جرابیں ملاحظہ کیں۔ جرابیں تیار ہوتی دیکھیں۔ اور اڑھائی تین درجن کا آرڈر دیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر سوا بارہ بجے بیت الظفر میں آرام کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے ملاقات

سوا دو بجے بعد دوپہر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات سے قصر خلافت میں مشرف ہوئے اور تین بجے تک مختلف امور پر حضور سے گفتگو ہوئی۔

قرآن کریم کے درس میں

اس کے بعد مسجد اقصےٰ میں تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی حسب معمول رمضان المبارک کا درس القرآن دے رہے تھے۔ حسن اتفاق ملاحظہ ہو۔ کہ معزز مہمان صاحبان عین اسوقت پہنچے جب آیت خاتم النبین کی تفسیر بیان ہونے والی تھی۔ چنانچہ جناب مولوی صاحب موصوف نے اس آیت کی نہایت دلکش تشریح فرمائی جسے ان صاحبان نے نہایت توجہ سے سنا اور پھر منارۃ المسیح دیکھنے کے بعد بیت الظفر میں تشریف لے گئے۔

دعوت طعام

بعد نماز مغرب صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے نظارت ضیافت کے زیر انتظام کوٹھی دار الحمد میں معزز مہمانوں کے اعزاز میں دعوت طعام دی گئی۔ جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی شمولیت فرمائی ناظر صاحبان۔ مختلف اداروں کے انچارج اور اخبارات ورسائل کے ایڈیٹر صاحبان مدعو تھے۔ کھانے سے قبل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ آنریبل خان بہادر عزیز الحق صاحب سے اس امر پر گفتگو فرماتے رہے کہ مسلمان صنعت وحرفت میں بہت پسماندہ ہیں۔ وہ کام جو صرف مسلمانوں کے ہاتھوں میں سے دوسروں کے قبضہ میں جا رہے ہیں۔ اس طرف ضرور توجہ کرنی چاہئے۔ نیز حضور نے فرمایا۔ مسلمان امراء اور غرباء میں جو خلیج حائل ہے۔ اسے دور کرنے کے لئے ہم نے یہ طریق جاری کیا ہے۔ کہ ایک مقررہ دن ہر طبقہ کے انسان مل کر اپنے ہاتھ سے محنت ومشقت کا کام کریں۔ چنانچہ ہم یہاں مٹی کھودتے۔ مٹی اٹھاتے اور رستے درست کرتے ہیں۔ اس طرح اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت بھی پیدا ہوتی ہے کھانا کھانے کے بعد ۹ بجے کے قریب یہ تقریب ختم ہوئی۔ اور معزز مہمان رخصت ہوئے۔ مہتمم قیام وطعام وضیافت جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب اور جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر تھے جن کا انتظام بہت اچھا تھا۔

آج افطاری کے بعد "الفضل" نمائندہ نے ملاقات کی۔ اور بعض امور کے متعلق گفتگو کی۔ جو مفصل آئندہ درج کی جائے گی۔

اگر تحریک جدید کا چندہ آپ بجائے ۳۰ نومبر ۴۰ء (جو سال ششم کی آخری میعاد ہے) کے ۳۱ اکتوبر تک مرکز میں بھیج دیں۔ تو آپ جہاں اپنے امام کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے رضاء الٰہی حاصل کرنے والے ہونگے۔ وہاں آپ کا نام ۲۹ر رمضان المبارک والی فہرست میں بھی آسکے گا۔ پس آپ پوری کوشش کر کے اپنا عہد پورا کریں۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

---

(۱۸۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ کل رات صدر جمہوریہ امریکہ مسٹر روز ویلٹ نے اپنے آئندہ انتخاب کے متعلق پہلی تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ ری پبلیکن پارٹی کے لوگ جھوٹا پروپیگنڈا کرنے میں ڈکٹیٹروں کی نقل کر رہے ہیں۔ وہ مجھ پر الزام عائد کرتے ہیں کہ میں امریکہ کو لڑائی کی آگ میں جھونکنا چاہتا ہوں۔ اسی طرح میرے خلاف یہ بھی جھوٹا پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ کہ میں نے کئی بیرونی ملکوں سے بغیر امریکن کانگرس سے مشورہ لئے سمجھوتہ کر لیا۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ میں نے کسی قوم اور ملک سے کوئی پوشیدہ سمجھوتہ نہیں کیا۔ میں برابر اس کوشش میں رہا کہ کسی طرح دنیا میں امن قائم ہو۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو میں نے اپنا سارا زور اس بات پر صرف کر دیا کہ لڑائی بند ہو جائے مگر میری کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کے بعد جب لڑائی دوسرے ملکوں میں پھیلی تو میں نے کوشش کی کہ اس لڑائی کا دائرہ وسیع نہ ہو مگر مجھے افسوس ہے کہ میں اس مرتبہ بھی کامیاب نہ ہؤا۔ اس کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ امریکن کانگرس سے کہوں کہ وہ کیل کانٹے سے پوری طرح لیس ہو جائے کیونکہ ہماری افواج کا ہر وقت مسلح اور ہوشیار رہنا قیام امن کے لئے ضروری ہے۔ میں ری پبلیکن پارٹی۔ اور امریکہ کے ہر مرد عورت اور بچے سے کہتا ہوں کہ تمہارا پریذیڈنٹ اور وزیر خارجہ دونوں امن کے راستہ پر چل رہے ہیں۔ آخر میں آپ نے کہا کہ میں امن کے لئے کوشش کر رہا ہوں اور قیام امن کے لئے پھر بھی کوشش کرتا رہوں گا۔

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ غیر سرکاری خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی ہوائی جہاز کل پھر برلن پر اڑے واپسی پر جرمنی کے اور کئی علاقوں پر انہوں نے چھاپے مارے۔

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ ۱۹ اکتوبر کو ختم ہونے والے ہفتہ میں انگریزی ہوائی جہازوں نے ۲۰۳ جرمن جہازوں کو برباد کیا۔ بہت سے جہازوں کو کافی نقصان پہنچا اور وہ اپنے اڈوں پر سلامتی کے ساتھ نہ پہنچے۔ اس کے مقابلہ میں ۲۰ انگریزی شکاری جہاز کام آئے ۹ انگریزی ہوا باز بھی مارے گئے۔

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ رومانیہ کے سابق شاہ کیرول آج کل سپین کے ایک شہر میں ٹھہرے ہوئے ہیں وہ بالکل نظر بندوں کی طرح رہتے ہیں۔

دہلی ۲۴ اکتوبر۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے اقتصادی مشیر ایک تجارتی مشن پر یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ گئے ہوئے تھے اب وہ دہلی واپس پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے اپنی رپورٹ گورنمنٹ کے سامنے پیش کر دی ہے۔

برلن ۲۳ اکتوبر۔ لکسمبرگ کے نازی گورنر نے ایک خاص حکم کے ذریعہ لکسمبرگ کے آئین کو معطل کر دیا ہے اور پارلیمنٹری چیمبر اور سٹیٹ کونسل کو توڑ دیا ہے۔

لنڈن ۲۳ اکتوبر۔ بیلجیم کے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ لنڈن پہنچ گئے ہیں یہ دونوں فرانس کے ہتھیار ڈالنے کے بعد فرانس میں گھر گئے تھے۔

ناگپور ۲۳ اکتوبر۔ مسٹر ڈو بالجا کے کو سنٹرل جیل ناگپور میں رکھا گیا ہے اور انہیں بی کلاس کی تمام سہولتیں دی گئی ہیں۔

روم ۲۳ اکتوبر۔ اطالوی کیبنٹ کی ایک ضروری میٹنگ ۔ ۳۰ نومبر کو بلائی گئی ہے۔ جس میں فرانس سے گفت و شنید کے معاملہ پر غور کیا جائے گا۔

لنڈن ۲۳ اکتوبر۔ حکومت جرمنی نے وارسا کو تین حصوں میں منقسم کر دیا ہے۔ جرمن ۔ پول اور یہودی ان تین حصوں میں علیحدہ علیحدہ رہیں گے۔ یہودیوں اور پولوں کو ایسے حصوں میں رہنا پڑے گا جو بالکل ناقص ہیں۔ علاوہ ازیں ان پر کئی قسم کی پابندیاں بھی عائد کر دی گئی ہیں۔

کلکتہ ۲۳ اکتوبر۔ بنگال گورنمنٹ نے ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت صوبہ بھر میں بغیر اجازت پبلک جلسوں جلوسوں اور اجتماعوں کی ممانعت کر دی ہے۔

لاہور ۲۳ اکتوبر۔ معلوم ہؤا ہے کہ قصباتی آبادی میں غیر منقولہ جائداد پر ٹیکس کا بل ۲۵ نومبر کو اسمبلی میں پیش ہوگا

نیویارک ۲۳ اکتوبر۔ اخبار نیویارک ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ حکومت جاپان ریاست ہائے متحدہ امریکہ کینیڈا ارجن ٹائن۔ برازیل۔ چلی اور پیرس میں مقیم جاپانی باشندوں کی فہرست تیار کر رہی ہے۔ ۲۰ نومبر تک اس بارہ میں تمام تفصیلات حکام ٹوکیو کے پاس پہنچ جائیں گی۔

لنڈن ۲۳ اکتوبر۔ بلجیم پر قبضہ کرنے والی فوج کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے جرمن حکام نے مقبوضہ بلجیم کے لوگوں سے اڑہائی کروڑ پونڈ قرضہ لینے کا اعلان کیا ہے

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ فرانس اور سپین کی سرحد پر جنرل فرانکو سے ملاقات کرنے کے بعد ہٹلر جرمنی کو واپس جا رہا ہے۔ ہٹلر اپنے ساتھ اپنے کمانڈر انچیف اور سٹاف کے دیگر افسروں کو بھی لایا تھا۔ لوگ کہہ رہے ہیں۔ کہاں تو ہٹلر دیگر حکومتوں کے نمائندوں کو اپنے ہاں بلا کر شرطیں منواتا تھا۔ اور کہاں اب خود دوسروں کے پاس جا رہا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جنرل فرانکو سے ملاقات اسی سازباز کے سلسلہ میں ہے۔ جو موسیو لاول سے وشی گورنمنٹ کو برطانیہ کے خلاف جنگ میں شریک ہونے کے متعلق کی جا رہی ہے۔ ادہر وشی گورنمنٹ نے کہہ دیا ہے کہ وہ برطانیہ سے نہیں لڑے گی

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ اٹلی اور جرمنی کے تیسرے ساتھی جاپان کو اقتصادی مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ معلوم ہؤا ہے۔ حکومت بہت جلد چاولوں کا انتظام اپنے قبضہ میں کرے گی۔

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ جاپانیوں نے دعوٰی کیا ہے۔ کہ بم گرا کر برما روڈ کا ایک پل گرا دیا ہے۔ اور سامان سے لدی ہوئی دو سو لاریاں رکی پڑی ہیں۔

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ ہوائی وزارت نے اعلان کیا ہے۔ کہ انگریزی ہوائی جہازوں نے برلین اور دوسرے مقامات پر حملے کئے۔ اور آگ لگانے والے بم پھینکے۔

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ برطانیہ کو کس قدر امداد دے رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ پہلے سال سات سو ہوائی جہاز دے گئے تھے۔ لیکن اب اگست سے پانچ سو جہاز ہر مہینے بھیجے جا رہے ہیں۔

لاہور ۲۴ اکتوبر۔ آج لاہور نیشنل بنک کے ڈائرکٹروں نے ۲۷ لاکھ ۱۳ ہزار روپیہ کا چیک وزیر اعظم پنجاب کو جنگ کے قرضہ فنڈ کے لئے دیا۔

ماسکو ۲۳ اکتوبر۔ حکومت روس کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ کمیونسٹ پارٹی اور دیگر سیاسی انجمنوں کے کارکنان کو جبری فوجی تربیت حاصل کرنی پڑے گی۔

لنڈن ۲۳ اکتوبر۔ معلوم ہؤا ہے۔ کہ نارویجین فوج کے سابق کمانڈر انچیف کو جرمن پولیس نے گرفتار کر کے بذریعہ ہوائی جہاز زبردستی برلن بھیج دیا ہے کہا جاتا ہے کہ اس نے جرمن حکومت کی شرائط ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

لاہور ۲۳ اکتوبر۔ جنرل مینجر نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اعلان کیا ہے کہ ۶ نومبر سے لائل پور جڑانوالہ برانچ ریلوے لائن بند کر دی جائے گی۔

ٹوکیو ۲۳ اکتوبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جاپان نے روس اور برطانیہ سے ۱۹۱۹ء کا وہ معاہدہ توڑ دیا ہے۔ جس کی رو سے جنوبی بحر الکاہل میں تینوں ملکوں کو مچھلیاں پکڑنے کا اختیار تھا۔

اسکندریہ ۲۳ اکتوبر۔ کل صبح اسکندریہ پر بڑا زبردست ہوائی حملہ کیا گیا۔ جو دو گھنٹے تک جاری رہا۔ لیکن اس سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah